لمحہ لمحہ

ندیم سبطین

CamScanner

پورے تن کا ادھورا پن

لمحہ لمحہ

ندیم سبطین

کینوس کمیونی کیشنز۔ 19 بی۔ میزنائن۔ ۳۷ توحید کمرشل اسٹریٹ
فیز ۵۔ ڈی۔ ایچ۔ اے۔ کراچی

۵۱۷

ابتدائیہ / دعائیہ

فہمیدہ ریاض

ندیم سبطین نوجوان شاعر ہیں۔ ان کے گھر اور گرد و پیش کا ماحول ایسا تھا ک
بچپن ہی سے طبیعت شعر و سخن کی جانب مائل ہوگئی۔ اب اپنی نظموں او
غزلوں کا مجموعہ یہ "لمحہ لمحہ" کے نام سے شائع کر رہے ہیں اور میں ان کو
مُبارک باد دیتی ہوں۔
ان کی نظموں اور غزلوں میں عُمدہ اشعار اور اچھی سطریں نظر آتی ہیں۔
مثلاً ان کی ایک غزل جس کا مطلع ہے۔
مطلع :۔ چلتی ہے چال ایسے
لچکی ہو ڈال جیسے

اسی کے کچھ اشعار ہیں۔

شعر:۔
پانی میں آنچ ہی پر
آئے اُبال جیسے

شعر:۔
بھٹّی میں پک کے لوہا
ہوتا ہے لال جیسے

یا ایک غزل کا یہ شعر

شعر:۔
سَرسَرِی سے مُجھے دِکھائی دِیئے
اور مُجھے دُور تک نَظَر آئے

اسی طرح اِن کی بعض نظمیں بھی بڑی صاف سُتھری اور اچھی دکھائی دیتی ہیں۔
شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مُصور بھی ہیں۔ اور نہایت مُنفرد قسم کی تصویریں بناتے ہیں۔

لیکن بحیثیت شاعر اِن میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے جو وقت کے ساتھ مزید نِکھار لائے گی میں مطمئن ہوں کہ وہ عُمر کے ساتھ ساتھ ابھی بہت کچھ سیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اس سفر پر گامزن رہیں۔

ندیم سبطین ایک درد مند دل رکھنے والے باشعور نوجوان ہیں۔

ان کے خیالات نہایت اعلیٰ ہیں اور انہیں الفاظ کی نزاکت کا مُکمل احساس ہے۔

یہ مختصر سا دعائیہ میں انتہائی نیک خواہشات کے ساتھ ختم کرتی ہوں۔

جب میں فائن آرٹ کے ایک ادارے میں پرنسپل تھا تو ندیم سبطین وہاں کے طالبعلم تھے۔اسی زمانے میں انھوں نے اس کتاب میں شامل اپنے ایک تخلیقی آرٹ کے بارے میں مجھ سے رائے لی تھی تو میں نے برملا اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اِنکی حوصلہ افزائی کی۔آج انھوں نے میری اس فنی تعریف کو صحیح ثابت کردیا۔

میں شاعر تو نہیں مگر پھر بھی اتنا ضرور کہوں گا کہ آرٹ اور شاعری دونوں انسان کے احساسات کی ایک خوبصورت زبان ہیں۔بس فرق ہے تو صرف یہ کہ کہیں شاعری آرٹ سے آگے نکلتی نظر آتی ہے تو کہیں آرٹ شاعری سے۔یعنی کہ شاعری میں محسوسات اور تاثرات ڈالے جاسکتے ہیں لیکن فکر کو دکھایا نہیں جاسکتا جبکہ آرٹ میں تخیل کو Dimension، Color کے ذریعے وژول فارم میں دکھاسکتے ہیں۔مگر شاعری کی طرح وسیع کینوس پر نہیں۔ندیم سبطین نے اپنے احساسات کی ترجمانی میں جہاں فنِ مصوری کا سہارا لینا تھا وہاں موقلم کا سہارا لیا اور جہاں آرٹ کی مجبوریاں شروع ہوئیں وہیں سے انہوں نے شاعری کی وسعت کو اپناتے ہوئے قلم پکڑ لیا اور اپنے احساس کو زبان دینے کی ایک موثر کوشش کی۔

میں انکی لائنوں اور رنگوں کے خوبصورت امتزاج کے اس Symbolic Art کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہا ہوں۔

معظم علی

ندیم سبطین نوجوان شاعر و ادیب اور ترقی پسند لکھاری تنظیم انجمن ترقی پسند مصنفین سے عرصہ دراز سے وابستہ ہیں، ان کی شاعری ترقی پسند ادب و عہد حاضر کے تقاضے سے جڑی ہوئی ہے، ندیم سبطین بیک وقت انجمن کی ادبی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں، انجمن نے کراچی کی ادبی فضا میں نوجوان ادیب و شاعر کی جو کھیپ تیار کی ہے ندیم سبطین اس میں سے ایک معتبر حوالہ ہے، ہمیں توقع ہے کہ ندیم سبطین کی صلاحتیں ہر اس جگہ پر کارآمد ہونگی جہاں علم و ادب کی خدمت درکار ہوگی۔

انجمن ترقی پسند مصنفین

CamScanner

HAMD
(wisdom knowledge Democracy)

When I shall create a statue with clay, when I below spirit in it and say to obey. All angels listened this order of God.
There is a space between actions of angels and this accord.
He denied the order as he was devil.
Ho supercreation than him, his obstinacy made him puzzle

حمد

(عقل، علم و جمہور)

مٹّی سے جس گھڑی کوئی پُتلا بناؤں میں
اِک روح پھونک دوں تمھیں سب کو جھکاؤں میں

حکمِ خدا یہ سارے فرشتوں نے سُن لیا
حکم و عمل کے سامنے خاموش ہے خلا

انکار حکمِ رب سے یہ شیطان نے کیا
نسلاً بڑا ہوں ضد پہ وہ اپنی اَڑا رہا

مخلوق لبکُشا ہوئی خالق کے رُوبرُو
جمہُور کی بھی حق کو تھی منظور آبرو

احمق کے بات اصل سمجھ میں نہ آ سکی
جاہل تھی یہ ادا نہ جو خالق کو بھا سکی

ناطہ رہا نہ باقی کسی بھی قبیل سے
بے دخل ہو گیا وہ تراشی دلیل سے

پائیں گے ہم خدا کو بھی فکرِ جمیل میں
فطرت کے ضابطے ہیں جو عقل و دلیل میں

---.---

The creation of creator spoken before Him
He respected the argue, whether he was wrong
Devil was insane how he didn't realise
the sprit of that order, what was that God
It was an silly argument
did disc annoyed
So He was ousted from all his tribes.
and that he was thrown to world from a
fabricated blunt arguments
so that we may find out our creator
behind thoughts, laws of nature to be brought

NAAT

Insulting humanity is a real blasphemy.

نعتؐ

(توہینِ آدمیت۔ توہینِ رسالتؐ ہے)

کہیں پُھول بن کر برستے ہیں پتّھر
کہیں خون آلُود چادر ہے تن پر

کہیں سرِ مُبارک پہ خس کی ہے برکھا
کہیں رکھی جائے غلاظت کمر پر

چلے بھی تو راہوں میں کانٹے بچھائے
سِتم جھیل کر بھی سَدا مُسکرائے

وہؐ چاہیں تو کٹ جائے ماہِ منور
وہؐ چاہیں تو تھم جائے نبضِ گلِ تر

نہ نفرت ، نہ کینہ ، نہ بُغض و عداوت
لبوں پر دعائیں ہیں درسِ عنایت

لگائی گئی جب غُلاموں پہ تُہمت
ہوئی ساری دُنیا میں رُسوا شرافت

مگر پھر رِسالتؐ کو آیا جلال
بنے وہؐ یتیموں، غریبوں کی ڈھال

مظالم کو روکا تھا فوجِ نبیؐ نے
سمیٹا یتیموں کو فوجِ نبیؐ نے

بچھائے اُجالے ، مٹائی جہالت
مداوائے غم ہے بس حُسنِ رسالتؐ

---▪---

It's called up the messangers of truth,
Who blended humanity and Splendour,
They were all to remove Stationae
Beam of today and having eyes for ahead,
But We see those Past Shippers in Presents
They are intoxicated in the bang of worships

جہاد/اِجتہاد

یاد آتے ہیں پھر مُجھ کو حق کے پیمبر
جِن کی عظمت سے انساں جِلا پا گیا

جن میں سب کے سبھی تھے بُلند بُت شِکن
یعنی ماضی شِکن، آج کی بس کرن

مگر آج پھر ہیں وُہی بُت پَرست،
مَعبد، کلیسا و مندر میں مَست

ماضی کے نشّے میں رہتے ہیں دُھت
آستینوں میں پھر سے شکستہ وہ بُت

مُسکراتے ہیں ان کو شکست ہی کہاں
دُھندلکوں میں ہے ماضی کے آج نہاں

مگر اُن کو شاید خبر یہ نہیں
آج تلوار ہے، تیز تر دھار ہے
ہر پیَمبر کا سچّا یہ ہتھیار ہے

---.---

They are fainted in the intoxication of past
and hide defeated idols in sleeves,
Smile as they will be never yeilded,
In the mist of past today is hidden
But they are not aware of the fact,
present day is a sword, that has sharp edge
and it's a very true weapon of all true
Messanger.

If you come with grace in a session
All are droped gloom with passion,
You are an eye view at one blink
As the tail of light is on long long link,
Wao what a dress in black color you look so bright in
As a beam of light on dark thick layer of night,

غَم کی مَحفِل میں تُو اگر آئے
غَم سے چھوٹے سبھی نظر آئے

سَرسَرِی سے مُجھے دِکھائی دِیئے
اور مُجھے دُور تک نظر آئے

تُو جو پہنے کبھی لِباس سِیاہ
شبِ غم پہ کِرن اُبھر آئے

How shear the dress of black night
searching body of splendour dawn

پیرہن چاک کیجئے شَب کا
رات ڈھل جائے تو سحر آئے

your body is Prouded by spring,
your odor is a smell of sweet morning,

ہے بدن پہ تیرے بہار کو رشک
تیری خوشبو نگر نگر آئے

آج وہ بھی ہیں اَنجمن آرا
اور ہم بھی برہنہ سَر آئے

Who has murdered spring

قتل کِس نے کیا بہاروں کا
زخم پھُولوں پہ بھی اُبھر آئے

wounds emerged on flowers too,

وقت گُزرا اِسی تماشے میں
ہم اُدھر سے کبھی اِدھر آئے

ہے کسی کی تلاش لایعنی
بے یقینی مگر نظر آئے

---.---

The time passed in this spectacles
We come and go here and there,
[illegible] seem to search anybody,
[illegible] seemed clearly.

How to p...
Till the morning I w...
How no [so] my heart will ...
Please come on corridor tha...
This heart was gloomy last and present too,
The garden of your memory is bloomed around me,
My tounge is thirsty likewise my eyes.
Please come on corridor that I wait for your ... galnes

گیت

کٹے گی رات کس طرح سے ذہنی اِنتشار میں
جلیں گے صبحِ نو تلک تمہاری رہگزار میں
نہیں رہا ہے دِل بھی اب ہمارے اِختیار میں

تُو بام پر چلی بھی آ ----- کہ شامِ انتظار ہے

یہ دِل اُداس کل بھی تھا اور آج بھی اُداس ہے
تمہاری یاد کا چمن ہمارے آس پاس ہے
زباں بھی میری تشنہ لب نگاہ میں بھی پیاس ہے

تُو بام پر چلی بھی آ ----- کہ شامِ انتظار ہے

تری رفاقتوں کا میری شام میں بھی رنگ ہے
میں تیرے سنگ سنگ ہوں، تُو میرے سنگ سنگ ہے
زمانہ بھی ہماری شعلہ خیزیوں پہ دنگ ہے

تُو بام پر چلی بھی آ۔۔۔۔۔کہ شامِ انتظار ہے

ہوا یہ تیرا حال کیوں بکھر رہے ہیں بال کیوں
نشّے میں آج عشق کے بدل گئی ہے چال کیوں
یہ شام بن گئی ہے تیرے حُسن کا جلال کیوں

تُو بام پر چلی بھی آ۔۔۔۔۔کہ شامِ انتظار ہے

میں تیرے گھر کی بندشوں سے کب رہا ہوں بے خبر
ہیں اُلجھنیں ہزار ہا تیری جبینِ ناز پر!
زبان بن گئی ہیں تیرے دل کی دھڑکنیں مگر

تُو بام پر چلی بھی آ۔۔۔۔۔کہ شامِ انتظار ہے

The hand of killer has became the ...
As martyr was made after game ...
The life is occured at self creative motion
As God casted into God to give motion

دستِ قاتل جو دستِ شفا ہو گیا
پھول کھلا تو رنگِ حنا ہو گیا

زندگی جنبشِ خود سری پا گئی
خود میں خود ڈھل گیا تو خدا ہو گیا

سنگ اُٹھانے کو جو ہاتھ بڑھنے لگا
خُود وہ اپنے ہی سر کی سزا ہو گیا

عُمر بھر طالبِ نُور و نِکہت رہے
قرضِ حُسنِ جہاں یُوں اَدا ہو گیا

بے رُخی سے تو کوئی شکایت نہیں
وہ تو ہر رنگ میں ہی خُدا ہو گیا

فاصلے گھٹ گئے رفتہ رفتہ ندیمؔ
اپنے قد سے بھی انساں بڑا ہو گیا

---.---

The hand which was going to pick stone for pelting,
That has become punishment for ones own head,
My entire life is for demanding splendour and odor,
the debt of this beauty Universe by my pretty share by time being finished

CamScanner

بغاوت

میں نے اَجداد کے ورثوں سے بغاوت کی ہے
اور شُرفاء کی شرافت سے بغاوت کی ہے

تُم نے اپنوں کی وِراثت سے بھلا کیا پایا
خونِ اِنساں کی عَداوت سے بھلا کیا پایا
اِس عداوت کا بکھیڑا ہیں یہ اَدیان اور نسل
نسلِ آدم کی بغاوت سے بھلا کیا پایا

میں نے اِنساں سے عداوت سے بغاوت کی ہے
اور شُرفاء کی شَرافت سے بغاوت کی ہے

سچ تو پلتا ہے اَندھیروں میں سَحر کی صُورت
کچّی اینٹوں کے گھروندوں میں بَشر کی صُورت
جُھوٹ سجتا رہا ہاتھوں کی لکیروں میں سدا
شُرفاء مُہر بہ لب ہی ہیں اَمیروں میں سدا

میں نے قِسمت کی اِطاعت سے بغاوت کی ہے
اور شُرفاء کی شَرافت سے بغاوت کی ہے

یوں تو تسبیح کے ہونٹوں پہ ثَناء خَوانی ہے
اور خوشبو سے تراشی ہوئی جولانی ہے
یوں چھلکتے رہے پیمانے دِلوں کے جیسے
آتشِ گُل کی تمنّا میں رواں پانی ہے

اس بناوٹ کی نِفاست سے بغاوت کی ہے
اور شُرفاء کی شَرافت سے بغاوت کی ہے

یاں کوئی درد کا درماں نہیں کرنے والا
اے میرے ہم وطنو، ہم نفسو، فاقہ کشو
توڑ دو، توڑ دو، فرسودہ روایات کے جال
جھوٹے لوگوں کی روایت سے بغاوت کر دو

میں نے ہر جھوٹی روایت سے بغاوت کی ہے
اور شُرفاء کی شرافت سے بغاوت ہے

---.---

You will be dragged in my
magnatic field,
Just I request you to goge once
in to my eyes,
I'm deadly sure that you'll
fall in love with yourself.
My dearest ode, please dismount
in the valley of heart.

شاعر

ہزار بار کھنچی آؤ گی مِری جانب
تم ایک بار مجھے آنکھ بھر کے دِیکھو تو

خُود اپنے آپ سے ہو جائے گی تمہیں اُلفت
مِری غزل، مِرے دل میں اُتر کے دِیکھو تو

---•---

How a huge and vast world before my
I didn't dare to see as I haven't vision
My uneasiness she feels in her heart
In my happiness she is in glow,
As it's my desire to get paradise after life,
But that paradise is in her steps in the life.

ماں

میری نَظَر کے آگے اِتنا بَڑا جہَاں ہے
میں دِیدہ وَر بنوں گا ایسی نَظَر کہاں ہے

ہر اِک تڑپ سے میری اُسکی تڑپ ہے ظَاہر
میری ہر اِک خوشی میں اُسکی خوشی نِہاں ہے

ہے بعدِ مرگ خواہش میری حُصولِ جنّت
قدموں میں بابِ جنت دیکھو یہیں نِہاں ہے

Till today I now[illegible] ...
that great personality is only my mother

زخمی کبھی ہوا ہے کانٹوں سے دِل جو میرا
لائی وہ مرہمِ گُل کیا خوب مہرباں ہے

پہچان ہو گئی ہے ہر منزلِ جُنوں کی
میں کشتیٔ ظَفَر ہوں وہ میری بادباں ہے

رنگینیٔ جہاں سے دِل ڈوبتا ہے میرا
اُسکی مُحبتوں سے لیکن رَواں دَواں ہے

مُجھ کو عزیز تر ہے سایہ اُسی شجَر کا
یا رب رہے سلامت وہ میرِ کارواں ہے

پروان تُو چڑھا ہے جس سے ندیمؔ اَب تک
وہ اِک عظیم ہستی دَراصل تیری ماں ہے

---.---

If it wounded my heart by thorns,
she put ointment on them,
I got knowing of each unknown
journey of
I'm a floating boat and she gives me direction,
[illegible] in the colors of world,
[illegible] by her guidence
I love with that shadow
May God keep it
[illegible] is my leader.

I search the steps of feet
have gone where,
The people have scattered
into particles,
parts
The wave of air blew today fast and hard,
As dress as body have discarded,
The steps in intoxication couldn't place on earth,
Which touched the limitations of skies

ایک محبت کے نام

میں ڈھونڈتا ہوں نقشِ کفِ پا کدھر گئے
جو لوگ ریزہ ریزہ ہوئے اور بکھر گئے

جھونکا ہوا کا آج بہت تیز بہہ گیا
تن کے سمیت سارے ہی کپڑے اتر گئے

نشّے میں چور چور تو بہکے ہوئے قدم
افلاک کی حدوں کو جو چھو کر گزر گئے

CS CamScanner

یہ انجمن تو ایک فریبِ نگاہ ہے
وہ لوگ تھے ہی اچھے کہ جو لوگ گھر گئے

جیتے ہیں جن کی یاد میں ہم مر کے اے ندیم
وہ آئینہ بدوش ابد تک سنور گئے

This assembly is an illusion of eye
They are best who went homes,
In whose memories we are alive
They truth people are glorious forever,

The death is that which make weep to the world,
How a cruel that which make forget the love and affections.

موت کیا شے ہے جو دُنیا کو رُلا دیتی ہے
کیسی بے رحم ہے چاہت کو بھلا دیتی ہے

Her gaite is alike,
2 bowles as strike,
As on the surface of sea,
Waves tossing with glee,
As a shape of body she has,
Riddles lie in Zig zag,
On a flame in water,
There's fit as a boiler

چلتی ہے چال ایسے
لچکی ہو ڈال جیسے

اور سطحِ سمندر پر
لے موج اُچھال جیسے

ایسے بدن کی صُورت
نقشِ سنوال جیسے

پانی میں آنچ ہی پر
آئے اُبال جیسے

As it become redish irony hard
Passing through the burning furnance

بھٹّی میں پک کے لوہا
ہوتا ہے لال جیسے

Stands like a rock
and sits like a frock

اُٹھے چٹَان تن کر
بیٹھے تو ڈھال جیسے

you can't hide your in the viel
your flesh skin's peel

آنچل میں چھپ نہ پائے
صَندل سی کھَال جیسے

you are a beauty notion of
a beautiful God's passion

بَن کر حسِین خُدا کا
حُسنِ خیَال جیسے

you are a triful invitation
but a very true imagination

اِک دعوتِ گُنہ کا
سچّا خیال جیسے

your all act of art
is on my finger tips point

میرے کمَال پر ہے
اُسکا جمَال جیسے

تن پر سجَا پسینہ
نِکھرے ہوں گال جیسے

Drops of sweet of your sweet body
make you sheeny

شاخِ گُلاب ہے وہ مِرے یار کی طرح
اُس میں مہک ہے اُس گُلِ رُخسار کی طرح

چشمِ کَرم وہ کرتے رہے مُجھ پہ بار بار
ہر بار یوں لگا کہ ہے اِک بار کی طرح

غصے کا ایک عکس مِلا تیرے پیار میں
تیری ہر اک ادا ہے ترے پیار کی طرح

قد ناپتے ہیں اپنے ہی سائے سے لوگ اب
پیمانہ روشنی کا سرِ دار کی طرح

صحنِ چمن میں خون کی بارش ہوئی ندیمؔ
اس گھر کا رنگ بھی ہو گیا گلزار کی طرح

---▪---

Oh, mother land!
It's mourning for the bad
situation of thee to home
Oh mother land! thou wear on
thou head the veil of peace.
It's not broken from anywhere the ...
which becomes so matured with all lands
Oh mother land! thou shines on globe like a
messenger.
Farmers get prosperity if thou fields green and gra...
Oh! mother land! if evils perished out from thou
eye brows.

خطّۂ مادر

ماتم ترے حالات بگڑنے کا ہے گھر گھر۔ اے خطّۂ مادر
اوڑھے تو کھلے سر پہ کوئی سُکھ کی بھی چادر۔ اے خطّۂ مادر

مضبوط بنیں رشتے ترے اہلِ زمیں سے۔ ٹوٹے نہ کہیں سے
عالَم میں چمکتا رہے تُو مثلِ پیمبر۔ اے خطّۂ مادر

شاداب ہوں گر پھر سے ترے کھیت اور کھلیان۔ خوشحال ہو دہقان
مِٹ جائیں ترے ماتھے سے اِنسان شر آور۔ اے خطّۂ مادر

ہم میں جو محبت ہو تو پروا نہ کریں ہم۔ ہرگز نہ ڈریں ہم
ہو اَسلحہ کا خوف نہ سرحد کا کوئی ڈر۔ اے خطّۂ مادر

ہو ختم زمانے سے تری تیرہ جہالت۔ تبدیل ہو حالت
ہو روشنی کا عام یہاں سب کے لیئے در۔ اے خطّۂ مادر

ہر اہلِ وطن اپنی نظر صاف رکھے تو۔ محنت کو چکھے تو
عورت بھی ہو محفوظ ترے روئے زمیں پر۔ اے خطّۂ مادر

وقت آئے گا حال اپنا بدل جائے گا سارا۔ ہے وقت اشارہ
بدلے گا لباس اپنا تو اِک روز دلآور۔ اے خطّۂ مادر

---•---

۲۱ ویں صدی

ہم کو اندازِ جنوں اپنا بدلنا ہو گا
ہم کو جیون کا نیا راز سمجھنا ہو گا

اپنی تہذیب کی گُم کردہ شب کرنوں سے
اور بہاروں کے نئے ساز نئے نغموں سے
اپنے ماضی کے دھنک رنگ سے عہدِ نو کو
پہنچنا ہو گا نئے ڈھنگ سے عہدِ نو کو

وہ تمدّن ہی نہیں ہے جو انا دِکھلائے
وقت تو بدلے مگر فکر نہ بدلی جائے

سوچ اب بھی ہے وُہی ہو گئیں کتنی صدیاں
گردشِ وقت کے سائے میں ہے ماضی رقصاں
باغبانوں کے فریب اتنے مِلے گلشن میں
بارہا گل کی جگہ خار کھِلے گلشن میں

خونِ انساں کو ارزاں نہ بنایا جائے
اب نہ انسان کو انساں سے لڑایا جائے

سارا عالم جو ایک جان ہوا جاتا ہے
رنگ محنت کشاں عام ہوا جاتا ہے
آج انسان کا انساں ہوا یاور کیسے
آؤ پوچھیں یہ سوال آئینہ برداروں سے

پھر سے تاریکئ شب نورِ سحر مانگے ہے
یہ صدی حضرتِ آدم کی نظر مانگے ہے

It is not a [illegible] which shows stopping thoughts are not to be changed but the fire is champing

The thoughts are still same whenever it has been passed away centuries, and in the time circle of shadow the past is dancing

the gardener has given illusion in the garden that no flower blooms but thorn have taken place.

Don't make the blood of human so cheap and don't make a fight between man to man

Entire globe is trending to become a unity

The color of labour is scattered common, friendship is so [illegible] between human [illegible] man. Come on [illegible] to ask this question [illegible] for [illegible] demanding

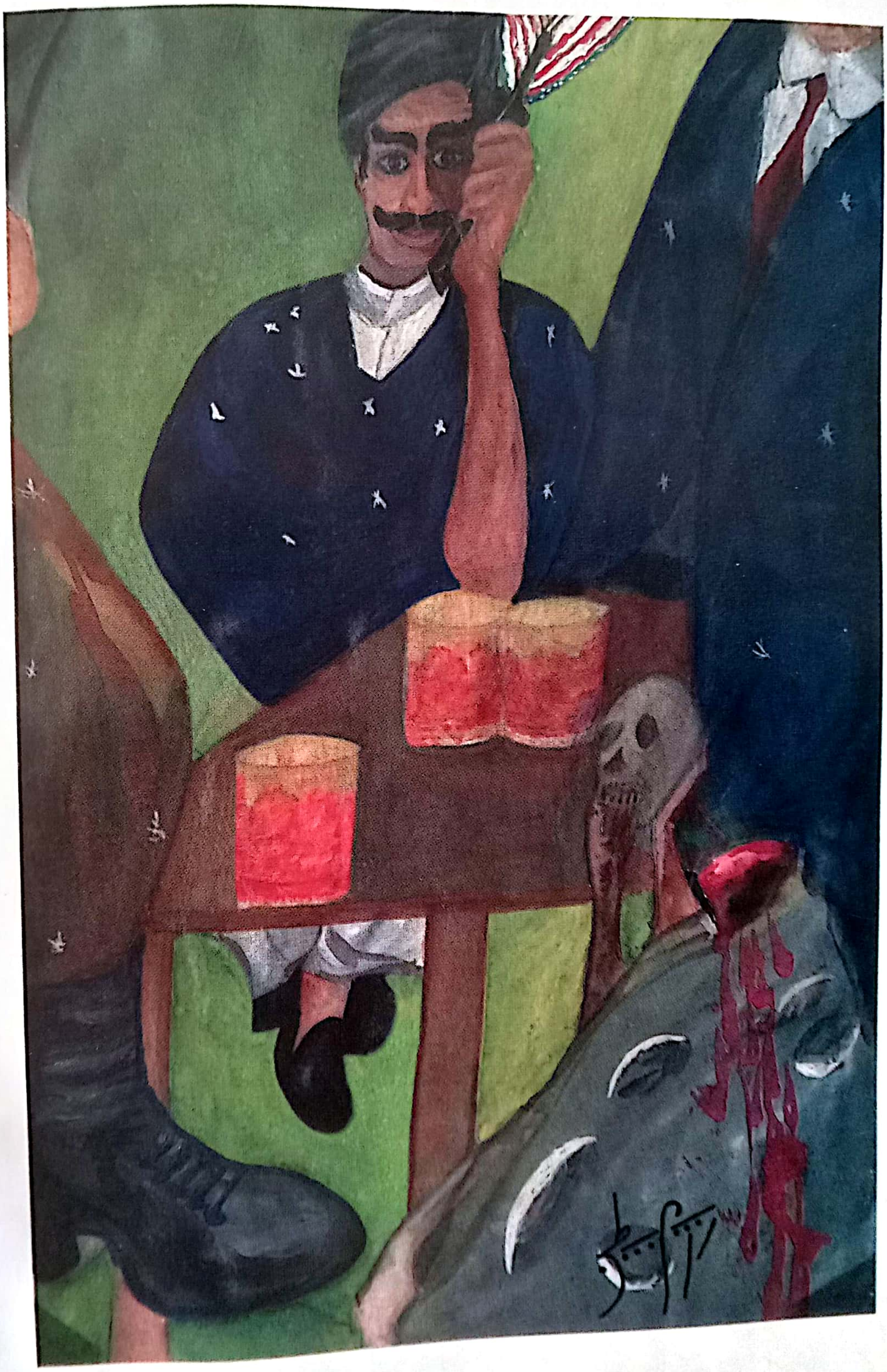

عالمی حکم نامہ

جب انساں محکوم ہوا
اِک حاکم اِک مظلوم ہوا
مستور سکوں کی جنت سے
وہ نکلا اور مغموم ہوا

یہ بٹ گئی مذہب فرقوں میں
اور عظمت یوں پامال ہوئی
پہچان تھی انساں کی ہر قوم
اب نفرت کا جنجال ہوئی

اَب آؤ مِل کر عہد کریں
اور اِس عزم سے اپنی جہد کریں

مزدُور کے سب دُشمن ٹھہرے
مزدُور نے کِس کا حق مارا
پھر کیوں نہ حق والوں کے لیئے
مزدُور بنے حق کا نعرہ

ہر قوم کا استحصال ہیں یہ
سردار و خان وڈیرے ہیں
ہاری کی محنت پر جن کے
کِس شان کے اُونچے ڈیرے ہیں

اے قوم کے لوگو! طاقت سے
شاہی کا راج مِٹا دینا

سَو جسموں کی اِک ڈوری ہے
سَرحد کی قید اُٹھا دینا

ہے خُون بھی رِشتہ دُوری کا
آقا نوکر کا بھائی نہیں

اِس بزم میں دو ہی رِشتے ہیں
اِک پست ہے اور اِک اعلیٰ ہے
یکجان ہیں سارے دَھن والے
اور مُفلس بکھرا بکھرا ہے

یہ مذہب اور فرقہ واری
کیا اِنسان دھرم پر ہیں بھاری

سَب راز دِلوں کے کھولتے ہیں
اِنسان کی عظمت تولتے ہیں

مذہب نے جنگ کی مذہب سے
تو پاک و ہندوستان بنا

فِرقے جب دست و گریبان ہوئے
عراق اور اِک ایران بنا

اِس قوم کے زِندہ داروں میں
ہُوا ایک مُہاجر ایک پٹھان

سامراجیت کے ہتھیار
پُشتی کے ہیں اپنے ذِمہ دار

سب مِل کے آؤ یہ عہد کریں
زنجیرِ شکستہ توڑ کے ہم

آباد رہیں، آزاد رہیں
ہم لوگ بھی اپنے جیسوں میں
قندیلیں حق کی تیز کریں

اپنے سے کیا حق مانگتے ہو
مزدُور سے کیا تم مانگتے ہو

ہم سب کا حق ہے اُس کے پاس
جو جھوٹا بھی مکّار بھی ہے

یہ جس نے ہمیں مغلُوب کیا
چند ہاتھوں سے مغصُوب کیا

(۳۱)

ہم سب کے ماتھے پر جس نے
تقدیرِ غُلامی چمکائی
شطرنج کا کھیل نہیں دُنیا
یہ بات سمجھ میں اَب آئی

مُہرے ہی نہیں ہم مُہر بھی ہیں
ہم شام نہیں ہم سَحر بھی ہیں
لہریں جو کاٹیں چٹانوں کو
ہم ایسی ایک لہر بھی ہیں

وہ سات سمندر پار سے جو
ہم سب کو ناچ نچاتا ہے
کھینچ کے ہم جیسوں کا لہو
بَھر بَھر کے جَام چڑھاتا ہے

سب شاہ ہُوئے بے تاج یہاں
ہے "امریکہ" کا راج یہاں

Catalyst

Change the distances into closeness,
and, keep your struggle at Peak.
It is time to achieve awareness,
Raise up for revolution and break
the bleak.

عمل انگیز

دُوریاں دوستی میں بَدل دو
جہد کو اپنی پھر تیز کر دو

کہ وقت ہے یہ شعُور و آگہیِ کا
اٹھو! اور انقلاب بہمیز کر دو

---■---

CamScanner

نیا عالمی حُکم نامہ

تُم آؤ تمہیں اِس دُنیا کا اِک بدلا روپ دِکھاتے ہیں
پِھر جہدِ مُسلسل کو اپنی ہم مَنزِل پر پہنچاتے ہیں

تھی جنگِ جو سرد اِک مُدت سے وہ سرد ہی پڑتی جاتی ہے
بے درد ٹھِٹھرتی سردی میں وہ ظلمت بڑھتی جاتی ہے

اب راج بدلتا جاتا ہے اور ظُلم بھی ڈھلتا جاتا ہے
جو ہاتھ چھپا تھا پردے میں وہ ہاتھ اُبھرتا جاتا ہے

راس آئے تو کیسے آ جائے اندازِ کرم اُن ہاتھوں کو
پھر علم و ادب نے سکھلائے آدابِ ستم اُن ہاتھوں کو

اس زر کی شُعلہ کرنوں میں بارُود کی بُو موہُوم ہوئی
اس سُود سے لیکن نوعِ بشر خوش اِک پل پھر مغمُوم ہوئی

اب دُنیا کی یہ ڈور ہے جو کُچھ مُلکوں کے کُچھ ہاتھوں میں
اِس قوم کی قسمت بکتی ہے اِس دھرتی کے کُچھ ہاتھوں میں

اِنسان ابھی بیدار نہیں جو حق چھینے اِن ہاتھوں سے
یہ رات سحر میں پھوٹے گی جب مر جائیگا فاقوں سے

لمحہ لمحہ

دنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے
کون یہ جانے کل کیا ہو گا آج کا سچ ہو کل کا دھوکہ
کل پھر بدلے سائے
نئی شکل میں چھائے
دنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے

دھوپ ۔۔۔ پل میں پل میں برکھا ہو گئی بوڑھی کنواری کنیا
ہائے جوانی ہائے
دنیا ہر رنگ پائے
دنیا بدلی جائے ہے پیارے دنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دنیا بدلی جائے
انسان کوئی مشین نہیں یورپ کوئی چین نہیں
جس جگہ سرمایہ جائے
ہر شے کو چٹ کر جائے
دُنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے
وقت ہے بس تحقیق کے تابع بدلے ہے تخلیق زمانے
آڑے جو بھی آئے
تنکا وہ بہہ جائے
دنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دنیا بدلی جائے
اِک پل میں اقرار جو کر لے خالی من کے گوشے بھر لے
پیار زماں یہ چھائے
رنگ ساتوں چھلکائے

دنیا بدلی جائے ہے پیارے دنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے
غربت کی تقسیم تھی پہلے اب خوشیوں کی تقسیم کے میلے
سوچ کہ بدلی جائے
نت روپ نئے دکھلائے
دنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے
فطرت سے آزاد کہ پابند کھائے فطرت سچ کی سوگند
نار میں جو جل جائے
پروانہ کہلائے
دنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے
دوڑ ہوس کی مچی ہوئی ہے پھر بھی بزم سجی ہوئی ہے
بھوکا بھوک نہ پائے
دوڑ میں کچلا جائے
دُنیا بدلی جائے ہے پیارے دُنیا بدلی جائے
پل پل بدلا جائے ہے پیارے ہر پل بدلا جائے
دُنیا بدلی جائے

---▪---

HARLOTS 60

Daughters of God
Benevolent's abode
perhaps they are step daughters
So their youthness ess
are casted in patterns
سانچوں
As they are casted in their own bodies
and burnt in the hell.
as they are

طوائف زادیاں

خُدا کی بیٹیاں
کرم کی ہیٹیاں
یہ سوتیلی بیٹیاں
جن کی جوانیاں

سانچوں میں ڈھل گئیں
خود اپنے جسم کے
دوزخ میں جل گئیں

---.---

Shepherds

چرواہے

ہمیں مدقُوق چہروں ـ
ہے وحشت
ہمیں ہے زَرد پتوں سے بھی
نفرت
جن کے جسموں میں
خون تک نہ رہا

رُوح جن کی کہ
دہشت زَدہ رہ گئی
اَب کوئی خواب نہیں
اُن کی نِگاہوں میں بھی
دراز دستِ طَلَب ہے
مگر جواب نہیں
یہ بات ہمیں نے کہی
یہ کوئی عذاب نہیں

We abhore the pale faces
As we abhore yellow leaves
Due to unhaving red blood in their bodies
Whose spirits are scarced
There's no dream in their eyes,
Their hands are spread for begging
but none of replies
and it's not a torture enough
as we said

وہ جو برہنہ صحرا ایک ہنستی بستی تلے بچھایا ہے
اور سورج کی لو کو تیز کیا
ہیں جہاں دہشتوں کے سراب ہر طرف
کیکروں کے درختوں سے ٹپکی ہوئی
جھینگروں کی صدا
چاندنی میں کہیں وحشتوں کا سماں
اور اِن کیکروں سے لپٹے ہوئے
اپنی لمبی زبانوں کے گرد
اپنی گردن لپیٹے ہوئے
سارے چرواہے ریوڑھ کو ہنکاتے ہوئے
اُن کو قربان گاہوں کی سمت لے چلے
اُن کے قربان ہونے کا وقت آ گیا
رقص کرتے ہوئے جو چلے مَن چلے
اِک بڑے دیوتا کی خوشی کے لئے

---.---

03

When it will collides with other Plannet
The Earth will be scattered once in the space
Torture of moment to moment scattered
One day will come on one point and appear as resurrection

کسی اور کرّے سے ٹکرائے گی
زمیں بھی خلا میں بکھر جائے گی

ہر اک پل قیامت تو پھر ایک دن
سمٹ کر قیامت میں ڈھل جائے گی

اُڑے گا پہاڑوں کا گالہ بھی ہاں
پھر انسانیت کیا اماں پائے گی

یہ انسان سوزی تُجھے ایک دِن
قیامت کا منظر بھی دِکھلائے گی

کسی اور کُرّے پہ تُجھ کو ندیم
زرگری یہ نظّارہ دِکھلائے گی

---.---

Yes! mountains will fly like cotton
and what will be the worth of human
Who are tyrants and torch to lives
one day will be tortured by resurrection
But you may save yourself if you
are rich enough
to bear up travelling expenditure for
other planet.

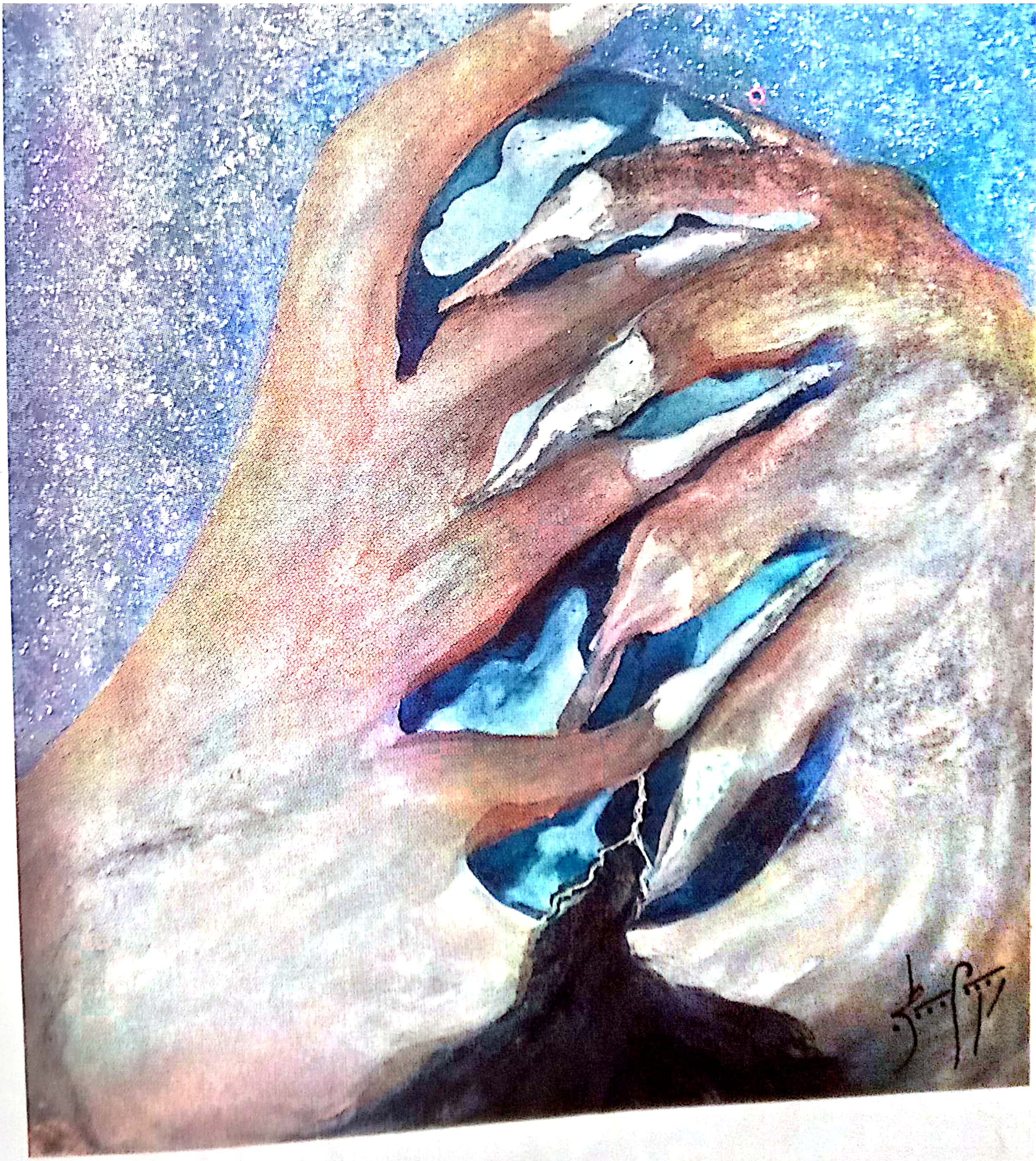

CamScanner

پیامِ نو بہار دو

یہ بدلیاں ہیں یا دُھواں
یہ زُلف ہے کہ ہے گُماں
بہار ہے نہ کہکشاں
ہے کارواں رواں دواں
بِکھر گئی ہے زندگی

68 66

سمٹ گیا ہے یہ جہاں
کہیں کہیں ذرا ذرا
گھٹی گھٹی فضا فضا
بجھی بجھی ہوا ہوا
ہر ایک سمت ہر جہاں
وہ زہر ہے کہ الاماں
ہے زمہریر کل جہاں
کہ برف ہوگئی زباں
ہے بحر و بر کے درمیاں
سیہہ دھوئیں کی چمنیاں
یہ کاربن کی کالکیں
ہیں پیر سے جبیں تلک
اُتر رہی ہیں ڈائنیں
فلک سے اس زمیں تلک
عجیب ایک شور ہے
جدیدیت کا زور ہے
یہ زندگی حسین ہے
کہ موت دلنشین ہے

پیام نو بہار دو
فضا کو یوں نکھار دو

حسد کا اُٹھ رہا ہے جو
مِٹا دو تم وُہی دھواں
یہ آہیں اور سسکیاں
بدل دو ظلم کا جہاں
کہ زِیست کی بساط پر
ہوس کو مات دو تم ہاں

پیامِ نو بہار دو
فضا کو یوں نکھار دو

---.---

What'll you give and take to me
From a destination of act and thoughts,
yes!/I can give you a promise
but the art of living,
and ointment for wounds,
but dear I need a promise from you too
that you think on my this promise seriously.

وَعدہ

اِک فِکر و عَمل کی منزِل سے
تُم کیا لو گی، تُم کیا دو گی

ہاں اِک وَعدہ میں دیتا ہوں
جینے کا ہُنر دُوں گا تم کو
زخموں کا مرہم دُوں گا تم کو

بس اِک وَعدہ تم اور کرو
مرے اِس وَعدے پر غَور کرو

---.---

Drinking poison, I alive love,
My this passion was my murderer but
that poison is my life,

Why should blame on that night, which
behind there's a sun,
The blood whic is shaded since centuaries
will give smell one day.

ہجر سے وِصال تک

عِشق کو ہم نے اَمر کیا، جس ہونٹ سے اِک اِک گھونٹ پیا
یہ شوق ہمارا قاتل تھا وہ زہر تو اَپنا جیون ہے

اُس شب پہ کیوں دُشنام دھرو جس شب کے پیچھے سُورج ہے
وہ خون جو صدیوں بہتا ہے وہ خوں تو اِک دن مہکے گا

جب دِل چاہے اِنکار کرو جو تُم چاہو سَرکار کرو
اِک دِن تو اپنی چوکھٹ پہ کوئی سُرخ شرارہ لِشکے گا

ہر لمحہ بول اُٹھے تم سے کوئی ایسا لفظ کہو جاناں
یہ رات تو غم کی رات نہیں پھر دِل کی بات سُنو جاناں

جب کُفر نہیں اب بیچ رہا پھر سَنگ ساری کا خوف ہی کیا
کھو جائیں گے اِک دُوجے میں پھر رنگِ بہاراں دِیکھے گا

---.---

Whenever you like to deny and what you
want to do my dear,
I hope with a day for a red spark
on my door.

Every moment will speak, pay my dear
such a word from your lips,
This is not a night of gloom, it's like a
wedding night.

There's no paganocy between us so
fear of pelting with stones.
... to mix each other
color of spring
... bloomed.

World is Pradaise or it's in sky,
It's ~~getting~~ far from life,
As there's no way to get rid of,
And all sides is covered by dence of Mullahs
The color of Universe is fused,
Contradictions that stable life are refused

جنتِ ارضی کہ فردوسِ سمٰوات

ہے محدود ہم پر بھی دورِ حیات
ہے زد پر ہواؤں کی راہِ نجات
ہے رقصاں ہر اک سمت مُلّا کی ذات

پریشاں ہے رنگِ رخِ کائنات
تضادات سے ہے جہاں کو ثبات

٦

Negatives keep [illegible]
As positive reflects respect to [illegible]
Lover and enemy run but on separate line,
Let not wrape any possibility

نفی سے ہے دُنیا کا قائم بھرم
ہے اثبات سے زندگی مُحترم
رَقیب اور عاشق رہیں یوں بہم

سِمٹنے نہ پائے حَدِ مُمکنات
تضادات سے ہے جہاں کو ثبات

If we are deprived these benevolences,
No cruel and no oppressed
We will perish [illegible]

ہوں گر ایسی نِعمت سے محرُوم
نہ ظالِم کبھی اور نہ مظلُوم ہم
رہیں نہ زمانے کا مفہُوم ہم

[illegible] end of tense
The same day will be the doomsday,

اُسی روز آئے قیامت کی رات
تضادات سے ہے جہاں کو ثبات

As we belive in life after death,
Away from cruelity a shine life

یقیں ہم کو بعد از مرگِ حیات
پرے ظلم کے اک درخشاں حیات
چلے حُکمِ انساں پہ کُل کائنات

[illegible] the world moves on the order of human,

رہے گر مُقدم بس انساں کی ذات
تضادات سے ہے جہاں کو ثبات

---.---

[illegible] first human can [illegible] its acceme.

CamScanner

1st May

There was spreaded out
Slaughter houses,
under our feet,
Schorching Sun was on our heads,
And the darkness beneath the eyes,
In the ways of glances,
There were thorns adorned,
It was summoned of people before us
Come on our ways,
Walk on these thorns,
There are still same,
No change in tyranny
Blood suckers are still alive
Blood on our blood,
Ruling and moving
on their orders,
We are hungry
for a bread,
And the world
is shorter for
them,

یکم مئی

مقتل بچھا ہوا تھا
پیروں تلے ہمارے
سر پر تھیں تیز کرنیں
آنکھوں تلے اندھیرے
آنکھوں کے راستے میں
کانٹے سے بچھ گئے تھے
قبل ہم سے جانے والے

CamScanner

کچھ ہم سے کہہ رہے تھے
آنا جو اپنی رہ پر
کانٹوں پہ چل کے آنا
پھولوں کو تم اُگانا
کانٹوں کو بس ہٹانا
اب بھی وہی ہیں راہیں
وہ ظلم کی طنابیں
اب بھی ہیں پیاسی جونکیں
جو خون پر ہمارے
زندہ ہیں آقا بَن کر
پلتی ہیں کیسے تَن کر
ہم کو بس ایک رَوٹی
دُنیا بھی اُن کو چھَوٹی
ہر جُرم جِن سے پُھوٹے
وہ ظلم ہم پہ ٹُوٹے
ہم کو تو ایک گولی
دل میں اُتر کے بولے
کیوں کر زباں تُو کھولے
اب بھی زباں سے نفرت
ہاتھوں سے ہے مُحبت
ہاتھوں کو بَس چلاؤ
افلاس کی جِتا کو

every crime begins
from them,
and ends on us,
For us one bullet
speacks,
that why do we
speak,
still abhoring with
expressing,
only they love
labouring,
move, move and
move your hands
and make designs
of Poverty on
your Palms.
We build Palaces
and bungallows,
We knit silk and
walvet,
We make bed
rooms,
But we are far
from homes and
dreams.
So my dear labour
You are the
change of world
and God of
labour and
action.

ہاتھوں پہ تم سجاؤ
تعمیر محل ، بنگلے
کرتے ہیں ہاتھ اپنے
ریشم و مخملوں کو
بُنتے ہیں ہاتھ اپنے
خوابیدہ خوابگاہ کو
چُنتے ہیں ہاتھ اپنے
گھر اپنا دیکھ سر کو
دُھنتے ہیں ہاتھ اپنے

ہاتھوں کو جب ہلاؤ
کچھ سوچ کر چلاؤ
مِل کر مٹاؤ گھاؤ
سب مِل کے ساتھ آؤ
ہاتھوں میں ہاتھ ڈالو
دُنیا بدل بھی ڈالو
" محنت کے اے خُداؤ "
ہاتھوں کو یوں چلاؤ
" محنت کے اے خُداؤ "

---.---

نیا سال

پھر خوں میں ہے ڈوبا ہوا وہ سال مُبارک
برسوں سے وُہی جی کا ہے جنجال مُبارک

ماضی کی طرح ظلم و ستم اب بھی رَوا ہے
میں کیسے کہوں تم کو نیا سال مُبارک

---.---

Its my wish to compose such a like ode
Which represents your pretty eyes,
Its my wish to select such a like word,
Which becomes alternate of your sheeny
Its my wish to imbose all those my sensations
Which are dedicated to you,

رہِ فُرقت کی سزا یہ جینا ہے

میں چاہتا ہوں ایسی غزل لکھوں
جو تری آنکھوں کی نمائندہ ہو
کوئی ایسا لفظ چنوں
جو ترے رُخسار سے آئندہ ہو
لکھوں وہ جذبات تمام
جو ہوں منسوب فقط
تیرے نام

میں چاہتا ہوں
ترے خدوخال میں ڈھل جائے
مِرا ہر لفظ
ہر لفظ ہو ترے لب کی تری سے معطّر
ترے حُسن کی ترجمانی ہو میری ہر سطر
ایسی غزل لکھوں
کہ ہر شعر میں ترے تبسّم کا جام چھلکے
جیسے شرمائیں دن رات شام بن کے
مگر عجب نہیں کہ مرے احساس کی یہ نازک تتلی
تیرے ہی کفِ پا سے مسل جائے
اور رنگ بُو کا اِک خوشنما سا اشارہ
داغِ الم میں ڈھل جائے
میں دشتِ نارسائی میں ڈگمگاتا پھروں
تو غزل ہی رہے بس سہارا مجھے۔

---.---

I wish to cast my all words into your beautiful pattern to give them beautiful shape, and each word dipped in the sweetness of your sweet lips, My each line represent your beauty, and it is my wish to compose an ode that each couplet reflects in your smile, as day and night meets and called evening, But it is not too strange that my feeble feather perceptions burns at your neglected attitude, a beautiful odour and colors … ted in glooms, … on the chest of desert burning … in an ode … enough for

یادگار بنامِ روزگار

دِل کشی حُسن کی ہے خُود اپنی نَظیر
بال بکھرائے گاتی وہ جائے ملہار
جیسے دِھیمے سُروں میں گری آبشار

رنگ بکھرے ہیں شیشے سے لاکھوں یہاں
سنگِ مَرمَر کِی ہے بَس عمارت جہاں

جس کے دامن میں آب رواں بے قرار
با ادب ہاتھ باندھے ہوئے ہیں چنار
ہے بتعمیر بعوض رقومِ خطیر
بھوک کے نام پر اک بلند یادگار
جس کا منصب ہے غربت زدہ چوک پر
کیسی پائی ہے اس نے یہ شکلِ جمیل
اپنے صنّاعوں کو بھوک میں جھونک کر

---.---

نقشِ قدم پہ خون اُبھرتا چلا گیا
حرفِ وفا ضمیر پہ لکھتا چلا گیا

پھر " لمحہ لمحہ " وقت بدلتا چلا گیا
اور آدمی میں آدمی ڈھلتا چلا گیا

مرنے کے بعد رُوح بدن سے جُدا ہوئی
پیراہنِ حیات بدلتا چلا گیا

یہ کیسی صبحِ آمدِ فصلِ بہار ہے
سورج فلک بدوش اُترتا چلا گیا

میں نے کہا کہ راز کی اک بات میں کہوں
سادہ تھا اعتبار وہ کرتا چلا گیا

اِک نقطۂ عُروج پہ رُوحوں کا تھا کمال
پھر نقطہ گلستان کا بنتا چلا گیا

---.---

Request of today

Don't fight on doomsday,
On a paradise and seventy fairies, on
We need peace and you go to get paradise
Let us alive, and better you go to demise
If you are so crazy for Paradise
Then go to burry and let us alive with peace
then go beyond life

فریادِ امروز

لڑو نہ روزِ محشر پر
اِک جنت ستّر حُوروں پر

سُکھ دے دو جنت تم لے لو
اور رحم کرو ہم کنگلوں پر

---٭---

جب خاموشی کی کڑیاں ٹوٹنے لگیں

شعور کسی کمسن شریر بچّے کی طرح
کھِل کھِلانے لگا
اُن سوالوں کے درمیان جن سے
بوڑھے واہموں کے پَر جلنے لگے
موت کو سروہ کرنے لگا
زندگی کے حصول وسرخوشی کے لیئے
بوڑھے واہمے غصّے سے تھرّانے لگے
قتل کردو ابھی سے قتل کردو اسے
ایسے گستاخ اور بے ادب کو جسے
ہے عِلم اپنی ارتقاء
اپنی بقا کا
یقیں ہے جس کو
ہم عزت مآبوں کی فنا کا!

--- . ---

پیپَل کے پہلُو میں گِرے پیپَل کا سَایہ

بے رُوح منزِلوں کِی طَرف جَا رَہا ہُوں میں
کیسے مُنافقت کِی اَدا پَا رَہا ہُوں میں

سَائے سے بِھی جو ڈَرنے لگے ایسا پَارسا
خُود اپنے سے بِھی دُور ہُوا جَا رَہا ہُوں میں

---.---

آلودگی

مَعصُوم بدن کی بھیگی خوشبُو
مَلمَل کے جِھلمِل کپڑوں سے
چَھن چَھن کے گُزرے
سُر بن کے ساری فضا مہکے
ناچے، گائے ہر شے چہکے

جانے کون مگر اُس جَانب
خود رو کالی جَھاڑی سے

سیہہ ناگ پھن کو پھیلائے
فضا کو ڈسنے بڑھتا جائے
ڈستا جائے، ڈستا جائے
کبھی نہ تھکنے پائے!

تھکتے تھکتے یوں چھپ جائے
معصوم سی بُو کو اوجھل کر کے
زہر سے بوجھل بوجھل کر کے
کس کے مَن کی شکتی پائے؟

---.---

ہم نے جنونِ عشق میں گو سر کٹا دیا
بزمِ خِرد میں ایک دِیا پھر جلا دیا

اک ہم فقیر تھے کہ سرِ کاروانِ شوق
لُٹنے سے پہلے ہم نے سبھی کچھ لُٹا دیا

پیاسا تھا کوئے یار جہاں ہم نے رُخ کیا
بس اک لہو کی بُوند سے صِحرا بجھا دیا

گُل چیں نے سارا باغ ہی تاراج کر دیا
ہم نے چمن کو خونِ جگر سے سجا دیا

کر کے وہ مجھ کو قتل عجب کام کر گئے
منہ بند سی اِک کلی کو گُلِ تر بنا دیا

''ری سائیکل'' (1) کرو یا جلاؤ مجھے

امن سراب
وقت ایک خواب
فیشن ہے یہ سب فیشن (2)
فیشن ہے یہ
کہ قلم سماج کے پسے ہوئے
مردوں کو فراموش کرے
اور انہیں پر تمام دوش دھرے

عورت کی مظلومیت کو تار تار کرے
فیشن ہے آج کا بس
کہ نفس پرستی کا اظہار کرے
یہ بھی فیشن ہے کہ
گھر میں شیر خوار بھوک سے بلکیں
کسی پولیس (3) والے کے
اور شہر میں
ٹریفک (4) کا سانس گھٹ جائے
کالے دُھوئیں کا غازہ مَل لو
چہرے پر
ان کی طرح بالکل ان مچھّروں کی طرح
جن کی جیبیں اور تجوریاں
بوجھل بوجھل ہوئی جاتی ہیں
شاید پیراسائیٹ (5) مچھّر
غریبوں کا خون چُوستے ہیں
اور اِن مچھّروں پر بھی مامور ہیں
چند پیراسائیٹ اور
نعرے بازوں، اِشتہار بازوں
کی شکل میں
مگر غریب کے بدن میں تو خون ہی نہیں
شاید وہ
ہیروئن یا مذہب پیتے ہیں

سب کچرا ہے یا سب فیشن
رہزنوں کے لوٹنے کا فن
بھی فیشن ہے کہ
"ٹریڈ ٹاور" (7) پہ زرد پھول برسیں
اور ہزار کفنوں پہ تسبیحیں
اسی لئے بستیاں پُر امن
اور شاہراہیں پُرسکون ہیں
یہ "اسٹیٹس" (6) کے مارے ہوئے
تیسری دنیا کے تیسرے درجے کے شہری

در بدر، در بدر
سب بے وطن
اُدھر خوف سے کراہتے ہیں
کلاشنکوف کے فائر چلاّتے ہیں اِدھر

امن ۔ امن ۔ امن
سب کچرا ۔۔۔ سب فیشن
جَل کے کچرا خاک ہوا
خاک منتظر آمد ہوا
ہوا کی کوکھ میں پلتے ہیں
آندھی اور طوفان

---.---

1.Recycle 2.Fashion 3.Police 4.Traffic 5.Parasite
6.Status 7.Trade tower

مُتَفَرِّق

نذرانۂ عقیدت

شہادت کا منصب بھی ہے اِک عبادت
ہے خونِ شہیداں سے زندہ رِوایت

اِسی صف میں تجھ کو کھڑا دیکھتا ہوں
جہاں تجھ کو حاصل ہے حق کی رِفاقت

CamScanner

ضیاء تجھ سے پائی ہے شعر و ادب نے
تری ہی کرن سے ہے روشن صحافت

ترکہ دورِ جدیدی میں انسانِ کامل
تجھی میں یہ پنہاں ہے دورِ حکایت

ہر اِک لمحہ مجھ کو تری جستجو ہے
تھی شاہ و گدا پر بھی تیری عنایت

غنچوں کو تاثیر بخشے گلوں کی
ہے سایہ فگن ہم پہ اُس کی کرامت

شہیدوں کی صف میں جگہ پائی تو نے
ہے شبّیر کی تجھ سے زندہ روایت

رئیس الکلام ، اے رئیسِ تغزّل
بصد فخر کی ہم نے تیری اطاعت

---.---

خدائی خدمتگار باچا خان (خان عبدالغفّار خان)
کی دوسری برسی کے موقع پر

دَ ظُلم پہ جہان خد دے
یو مظلوم صوبہ سرحد دے

شناخت پخپلہ خپلہ زمکہ دہر چا وی
پہ خپلہ خاورہ حیثیت دَ سپاہ وی

دَ میوے پہ زمکہ زړونہ بے آرام دی
محروم پکښے قومونہ د حقوق نا تمام دی

دَ انن چہ کوم ضبط دَ پٹھان دے
بہادری اور دوشی دَ ډُوئ نشان دے

یو ورځ بہ ټیکیکی دلاوَے پښتان
سرہ بد کی دسرے لوہے نشان

یو بنیاد چہ ریښتیاؤں وی ودَان
پہ تورہ شپہ سے سحر دی راروان

اگر کہ لاولاہ دی دَ ظلمونوں پہ وطن کښے
دا امید سیرہ بہ ګلکی دښاہ بیابان لمن کښے

پہ ریښتیاؤں کښے وصول ئی و بالا دی
کابل تہ خوشبوں رسی ګل بدبادی

ھغہ ښتول عمرئ تیر کړو سترد غرپښان
دَ پښتانوں دَ عظمت ننبہ باچا خان

نوٹ:۔ ترجمہ اردو سے پشتو میں ۔۔۔ باچا گل

کربلا نامہ

اِک جرأتِ اِظہار کا اِظہار ہے کربلا
صدق و کذب کے درمیاں تکرار ہے کربلا
فکر و نظر کی منزلِ ابرار ہے کربلا

آج حسینیو سے طالبِ سوال ہے کربلا
ہے شبیہہِ لعیں نہیں مگر شبیہہِ کربلا

کیا یہ قرینہ ہے فُرات تیرے آب میں
دیتا ہے تیر تِشنہ لبوں کو جَواب میں
ہلچل مچی ہوئی تھی کچھ آفتاب میں
غلطاں وہ سُرخ گُلاب ہُوا جَب تُراب میں

اِس عِہد کی تجَدید ہے ہر عِہد کا مرثیہ
ہر عِہد کا اِحتجاج ہے اِس عِہد کا دیا

---.---

CamScanner

CamScanner

بُحرانِ خَلیج

پہلی سی کِرن جو سورج کی آنگن میں ہمارے اُتری تھی
پھر تم نے اُسے کیوں روند دیا وہ کرن تو نِکھری نِکھری تھی

اُن گرد آلُود نِگاہوں نے کیوں اُس کو بھی گرد آلُود کیا
وہ سوچ بھی گرد آلُود نہ تھی وہ فِکر ابھی تو نِکھری تھی

جو صُبح ابھی ہونے کو تھی اُس صُبح نے دم رکیوں توڑ دیا
وہ رات ستم کی پھر آئی جو رات کہ کل ہی گُزری تھی

اِنصاف کا میزاں ہاتھ میں ہے اور جس کے اپنے ہاتھ نہیں
جو سات سمندر پار سے کل اُس قوم کی قِسمت اُتری تھی

اِس شان سے اپنی فِطرت ہے اور سُستی کی سی عادت ہے
جو ہوگا وہ دیکھیں گے کل جو گُزرا وہ بے فِکری تھی

اللہ کے گھر کے رکھوالے مُسلم تو نہیں پر عاقِل ہیں
وہ بات نئی معلُوم ہوئی جو بات کبھی بدخبری تھی

---.---

OK

Shock of Disblief

Every soul here is destined to suffer
Ravages of revenge-ridden city
Stony stare of disblief and cry in utter
Horror of misery, agony, grief and pitty

You and I, flickering realm of black, black horror
Shattering pieces of one-way mirror
Showing fangs of white white lies
red red face of faceless terror.

From this thirsty and parching oasis
cherub has long forgotten to sing,
Angel is hiding behind the win,
fluttering in the darkest void of final nemesis.

Rotting bodies, vultures clawing frozen flesh
trickling blood, tears drying, a dying facet,
Caged skeleton of death is in search
of an un-named collective closet.

Shriek, sob, cry and crime
blackened air-drifting smoke
Explosions, bursts, cutting life in the prime
Neither the conquerer nor the vanquished.

Life dangling like a red red carrot
Getting out of reach
The last train to humanity

CS CamScanner

has been derailed,
Some jumped out in time,
others have failed.

Time will take those to task
Who growl like wolf,
Bark like dog,

Huns are hacking every thing in sight
dance of death has done what it has done
silence is slowly setting in.

CamScanner

OK

The Silver Lining

Cruel shadows of time
Never can vanish the symptom
Which I drew with my fingers
In the blood of heart

Your sheeny face of life
Has been hidden behind the dence bushes.
Your shining eyes and lips
Have been prey to cruel monsters

There is a beam in my eyes
of a, shining and lustered morning
my sweet dreams can't be scattered

I've seen that silver lining
Beyond the dark & dangerous night
beneath the thick layer of time.

CS CamScanner

اظہاریہ

"لمحہ لمحہ"

ایک سیاستدان کی نظر میں

ساری زندگی سیاست کے دشت میں بھٹکتا رہا ہوں۔ فنونِ لطیفہ میرا علاقہ نہیں۔

سو موسیقی، مُصوّری، ادب و شاعری پر کوئی حرف لکھوں یہ میری مجال نہیں۔ لیکن اتنا بےحِس بھی نہیں کہ اچھا شعر سنوں اور داد نہ دے سکوں یا کوئی ادبی شہہ پارہ پڑھوں اور تعریف نہ کر سکوں۔

بھائی ندیم سبطین کا مجموعہ کلام "لمحہ لمحہ" میری نظر سے گزرا ہے یہ انصاف نہ ہوگا کہ اس اُبھرتے ہوئے شاعر کی تعریف و توصیف نہ کروں۔ ان کی شاعری میں مجھے انقلاب، انسان دوستی کا درس ملتا ہے۔ اور اسے پڑھکر ظلم و استحصال کے خلاف لڑنے کا حوصلہ ہوتا ہے۔ میرے لئے یہی بات بہت اہم ہے۔

میں ادب برائے زندگی کا قائل ہوں۔ ندیم سبطین کی شاعری میں زندگی کے تمام پہلو نظر آتے ہیں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اس راہ میں اپنا سفر جاری رکھیں گے۔ اور شاعری و مُصوّری کے ذریعے سماجی تبدیلیوں کا عَلَم سربلند رکھیں گے۔

معراج محمد خان

اختتامیہ

میں

میں اپنے بارے میں کیا لکھوں، اب تک جو کچھ بھی لکھا ہے سب اپنے بارے میں تو ہے۔ یہ جہاں، سماں، رنگ رواں، تم اور تمہارے سب کارواں میرے ہی تو ہیں پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت ہونی چاہیئے کہ زمیں کی تہوں سے افلاک کی حدوں تلک ہر طرف "میں" اور صرف "میں" ہی "میں" ہے۔

اس ''میں'' کے معنٰی کو لفظوں کا دَھن دوں کہ رنگوں کا پیرہن۔ بس ایک کشمکش سی ہے میری "لمحہ لمحہ" بھی۔ مگر پھر بھی معنٰی کی تلاش ہے جو جاری ہے۔ ایک جستجو ہے یقین کی جو شاید معنٰی میں مِلے تو مِل جائے۔ محبوبہ کا برہنہ پن معنٰی ہے۔ کہ رنگ ایک عرصے کی اُدھیڑ بُن اور لطف اندوزی کے بعد جانا کہ یہ معنٰی نہیں کہ زلفِ سیاہ، لبِ لالہ، خدوخال ہوشربا دلآویز خطوط لفظ ہیں یا پھر رنگ، جو کہ معنٰی ہی کے پیرہن ہیں۔ پھر معنٰی کیا ہے۔۔۔؟

یہی معنٰی کی تلاش تھی جو خود سے نکال کر کائنات کی وسعتوں میں بھٹکاتی رہی۔ زمانوں کی خاک چھنواتی رہی مگر کچھ بھی نہ پایا بجز و ایک جزوِ کائنات کے خود کو جو اپنے کُل کا ہی ایک مظہر

ہے۔ جسے ثبات نہیں کہ پل بھر کی فرصت میں بھی خود سے کلام کر پائے یا پھر مسلسل خود کلامی میں غرق ہے۔ یہی وہ کائناتی عمل ٹھہرا جس کی نوعیت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اس مجموعہ کا نام ''لمحہ لمحہ'' تجویز کیا گیا۔

لمحہ لمحہ تبدیلی پر یقین کے بعد باقی کے تمام یقین بے معنٰی ہو گئے۔ یوں میں معنویت کی تلاش میں سرگردانِ عمل صرف بے معنویت ہی تلاش کر پایا۔ یہی بے معنویت ہے جو جیون ہے۔ جیون کا حسیں پہلو ہے یہ اضطراب جس کی بدولت تازگی ہے حُسن ہے اور رنگِ بہار ہے۔

دورِ حاضر کی ترقی بھی شاید اسی یقینی و بے یقینی کا ثمر ہو۔ ہر دور گزرے ہوئے سے بہتر اور کئی آگے جس نے انسانی تہذیب کو ارتقاء اور شعور کو جلا بخشی۔

یہی شعور کی جلا تھی جو انسان کو ازلی خواہشات کی طرف دھکیلتی رہی۔ یہی خواہشِ نفسانی تھی جو کبھی انسان کو اس کے محور سے دُور اور کبھی اسی محور میں غرق کرنے کا موجب بنتی رہی۔ آبدوزوں سے راکٹوں تک کی اُڑان سے لیکر انگلی کے اشاروں پر دنیا کو نچانے تک کا کھیل اسی ازلی خواہش کی بدولت ہی ممکن ہوا ہو۔ انسان جو کبھی نہ مرنے کی خواہش لیئے کبھی Recarnation or Metempsychosis اور کبھی Resurection day or doom day جیسی گراں قدر اخلاقیات کی آبیاری کرتا چلا آیا ہے اور یہاں تک کہ موت کو (علاج معالجہ کی صورت) دھکیلتے دھکیلتے آج زندگی کے حروفِ تہجی پڑھ بیٹھا۔ عین ممکن ہے کہ عنقریب وہ موت کو شکستِ فاش دے دے اور ہمیشہ زندہ رہنے کی ازلی خواہش کو پورا کر دے۔ لیکن! لیکن اسی انسان میں زندگی سے اُکتاہٹ بھی ہے اور یہی انسان خودکشی کی جانب بھی رجوع کرتا ہے۔۔۔ کیا ایسی دنیا کا تصور ممکن ہے جہاں اُکتاہٹ نہ ہو۔ جہاں مجبوری و بے کسی انسان کو اس خوبصورت زندگی سے بیزار نہ کرے۔۔۔۔؟

انسان نے جو کچھ بھی سیکھا کارخانہ قدرت سے ہی سیکھا۔ کاش وہ اس uni Polar قدرت سے عدل و انصاف کرنا بھی سیکھ پاتا۔ جیسے قدرتی روشنی، قدرتی پانی اور قدرتی ہوا ہر ایک کی دسترس میں

یکساں ہیں مگر جگمگاتے قمقمے، منرل واٹر اور ائیر کنڈیشنڈ ہر ایک کی دسترس میں یکساں نہیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوسناک پہلو تو یہ ہے کہ انسانی وسائل سے قدرتی وسائل کو پہنچنے والے نقصانات ہر ایک کے لئے یکساں ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ تہذیبی ارتقاء کا محور ایجادات ہی رہا ہے۔ انسانی تجسس سے جنم لینے والی ان ایجادات نے انسانی ضرورتوں کو بھڑکایا اور اسکی تسکین کے لئے سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت حرکت میں آیا جس نے بلاشبہ ان ایجادات کے ثمرات پھیلائے مگر اسکی نفع خوری کی حد درجہ لت نے طلب ورسد کے درمیان ایک وسیع خلیج قائم کر دی چنانچہ خوبصورتی کے ساتھ ساتھ بھدا نقشہ بھی پیش کیا گیا۔ جدید سائنسی تکنیک نے اس خلیج کو کسی حد تک کم تو کیا لیکن بالکل ختم نہیں جو کہ ممکنات میں سے ہے۔ مگر کیا کساد بازاری دولت کے بے بہا ارتکاز، بے لگام سرمایہ اور مصنوعی طلب پیدا کر کے بے روزگاری پیدا کرنے والی اس دنیا میں ایسا ممکن ہے۔۔۔؟

شاید ہمیں گلوبل ویلج سے گلوبل سٹی کا سفر طے کرنا ہوگا۔ کیونکہ گاؤں سے شہر کا رُخ ہی ترقی کا پیمانہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ شہر جہاں کائنات کی ہر شے پر کائنات کی ہر شے کا حق ہو مگر مشینوں کی حکومت نہ ہو۔ جہاں حقیقتاً کوئی سرحد نہ ہو۔ جہاں ایک آکاش تلے ایک خاندان ہو۔ جسکے دُکھ سانجھے اور خوشیاں مشترکہ ہوں۔ جہاں ''میں'' ہم میں بدل جائے۔

یہی وہ خواب ہے جو انبیاء، آئمہ، صُوفیاء اور فلاسفہ کا دیکھا ہوا ہے۔ اس خواب کی تعبیر پر ہی انسان خود کو اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار ہو سکے گا۔

پانچ سات سالوں بعد یہ مسودہ چھپوانے کا خیال یوں آیا کہ یہاں پڑھنے کا شوق تو ہے نہیں کیونکہ ہم دل و دماغ بالائے طاق رکھ کر معدے سے سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں اور کیوں نہ ہوں کم از کم یونیورسٹی اور مدرسوں کی ڈگریوں سے شکم کی آگ تو بجھ جاتی ہے۔ علم و ادب، تحقیق و تخلیق اور تہذیب و ثقافت کا کیا ہے جو اس خود غرض دنیا میں محض دل و دماغ کی ہی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

مگر شکم کی اس آگ کو بجھاتے بجھاتے ہم دور دراز سے آنے والی ٹیکنالوجی کو بھی ٹھیک طور پر ویلکم نہ کر سکے۔ پھر ہم دیہاتیوں کے تعلیمی اداروں، اسمبلیوں اور آفسوں سے کسی سائنٹیفک رویے کی امید۔ (فی الوقت) کہاں کی عقلمندی ہے۔

اس موقع پر یہ میرے ساتھ زیادتی ہوگی اگر میں ان صاحبانِ ذوق اور کرم فرماؤں کو فراموش کروں جن کی محبتوں اور صحبتوں سے میں نے بہت کچھ سیکھا بھی ہے۔ ان میں سب سے پہلے وہ جواب ہم میں نہیں رہے مگران کی خوشبو آج تک روزِ اول کی طرح محسوس ہوتی ہے۔

امام علی نازش، خدا بخش لاسی، ذکی عباس، فصیح الدین سالار، RONALD CLOUSDLEY اورڈاکٹر رحمٰن علی ہاشمی اوراب وہ محسن جن میں سے کچھ سیاست کے عملی میدان میں بھی ساتھ رہے۔

جناب طفیل عباس، جناب محمد میاں، جناب زبیر الرحمٰن، جناب خادم حسین تھیم، جناب فاروق بھائی (میرے محسن)، جناب خدا بخش بلوچ، پروفیسر ریاض صدیقی، جناب لعل بخش رِند، جناب علی ناصر، جناب باچا گل، جناب مقبول، جناب وارث رضا، جناب شیر نواب، جناب فیض الحسن فرزند نازش حیدری، جناب سلمان شاہد، جناب حسیب احمد، جناب شاہنواز، جناب عابد ستی، جناب بابا نجمی، جناب رفیق ثانی، جناب محمد خلیل، جناب شیخ سراج، جناب پرویز ستی اور پروفیسر نہال رضوی۔

خصوصی طور پر میں محترم محسن بھوپالی، محترمہ فہمیدہ ریاض، محترم اقبال مہدی (نامور مصور)، محترم معراج محمد خاں، اور محترم معظم علی (معروف آرٹسٹ) کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنکے قیمتی لفظوں اور لائنوں نے کتاب سجانے میں مدد فرمائی۔ اسکے علاوہ ان تمام ساتھیوں دوستوں، ڈکینز اکیڈمیہ کے اساتذہ اوراپنے انگلش لینگویج کے شاگردوں کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے اس مجموعہ کی تکمیل میں کسی بھی طور تعاون فرمایا۔

ان تمام میں جناب ظفر قابل فرزند دارجمند قابل اجمیری کی کاوش انتہائی قابلِ ستائش

ہے۔اسکے علاوہ بھائی اختر سعیدی جنہوں نے میری رہنمائی کی۔آخر میں ان صاحبانِ ذی قدر کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔جنھوں نے کٹھن دور میں میری نظموں اور غزلوں کو اپنے اخبارات و رسائل میں زینت بخشی اور ان اصحاب کا جنھوں نے مشاعروں اور مختلف عوامی اسٹیجز سے روشناس کرا کر ایک شناخت بخشی اور خاص طور پر ان سامعین اور محنت کشوں کا جنھوں نے ان غزلوں، نظموں کو سراہا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

ان گائکوں کا جنھوں نے انھیں اپنی خوبصورت آواز بخشی جن میں استاد آباد علی آباد قابلِ ذکر ہیں۔ علم و ادب دوست اور میرے تایازاد بھائی اقبال الدین خان کے خاندانی قرابت دار ڈاکٹر عبدالقدیر خان (ممتاز سائنسدان) کے قیمتی تاثرات (جسکا انھوں نے مجھ سے اپنے 8 جنوری 2004 کے ایک جوابی خط میں اعادہ بھی کیا) بدقسمتی سے اس کتاب کے لیئے قلمبند نہ کروا سکنے پر انتہائی افسوسناک صورتحال سے دوچار ہوا ہوں۔اس ضمن میں شگفتہ فرحت صاحبہ (محبان بھوپال کی چیئر پرسن) کا بھی مشکور ہوں۔

لکھنے کو قلم میں سیاہی ہے بہت مگر کیا ہے کہ "ورق تمام ہوا" اور بہت کچھ باقی ہے ابھی نئے سلسلے سے نئی تلاش کے لیئے ابھی بہت کچھ جاننا ہے۔نئی جستجو کے لیئے پڑھنا باقی ہے اسی لیئے آخر میں

آیئے ہاتھ اُٹھائیں ہم بھی ہم جنھیں رسمِ دُعا یاد نہیں
ہم جنھیں سوزِ محبت کے سوا کوئی بت کوئی خدا یاد نہیں

اے اللہ! ہمیں یورپ اور عرب کی محض تقلید اور عجمیوں پر تنقیدِ محض سے بچا اور ہم میں نئی تلاش کی جستجو بھر دے۔

آمین

ندیم سبطین